دنیا والوں میں ایک اللہ والا

محمد شہزاد حنیف

جس طرح مجھے تاریخیں بالکل یاد نہیں رہتیں، بالکل اُسی طرح اوقات اور واقعات اور خبریں بھلائے نہیں بھولتیں۔ میں تو اِسے اپنی بدقسمتی ہی کہا کرتا ہوں، آپ جو مرضی کہہ لیں۔ مجھے آج بھی بہت اچھی طرح یاد ہے، رات کے ۱۱:۳۰ کا وقت تھا جب میرے موبائل کی گھنٹی بجی۔ دیکھا تو عمران (میرا چھوٹا بھائی، آج کل سعودیہ میں ہوتا ہے) کا نمبر آ رہا تھا۔ میں نے فوراً اٹینڈ کیا کہ خیر ہو، اتنی رات گئے اُس کا فون نہیں آیا کرتا۔ دوسری طرف سے اُس کی وحشت بھری آواز آئی کہ یار شہزاد، ذوالکفل صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔

میں کچھ نہیں بول پایا۔ اُس نے بات جاری رکھی اور کہنے لگا کہ کل دوپہر یونیورسٹی سے واپس جاتے ہوئے راستے میں ایکسیڈنٹ ہوا اور اُن کی موقع پر ہی وفات ہوگئی۔

مجھے یہ بھی اچھی طرح یاد ہے کہ میں بس اِتنا ہی کہہ پایا تھا: ''کیا کہہ رہے ہو یار۔'' اِس سے زیادہ مجھ میں نہ کچھ کہنے کی ہمت تھی اور نہ سننے کی۔ عمران کی کال بند ہوئی تو میں نے بغیر کچھ دیکھے اور سوچے کہ صفوان صاحب سو رہے ہیں یا جاگ رہے ہیں، صفوان صاحب کا نمبر ملا دیا تھا۔ اُنھوں نے کال اٹینڈ کر لی۔ مگر وہ آواز صفوان صاحب کی نہ تھی، عجیب دل شکستہ اور ٹوٹی ہوئی۔ میں نے اُن سے اِس اچانک خبر کا تذکرہ کیا تھا، شاید اِس امید پر کہ صفوان صاحب مجھے ڈانٹ کر کہہ دیں گے کہ کیا بات کرتے ہو یار۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ میری تو جو حالت تھی سو تھی۔

گو ٹیلی فونک گفتگو تو بہت بار ہوئی مگر میں ذوالکفل صاحب سے گن کے پانچ بار ملا ہوں۔ اور مجھے لگتا تھا کہ میرے بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے۔ مگر صفوان صاحب کی حالت کا اندازہ آپ یوں لگا لیجیے کہ جس شخص کا اُن سے برسوں کا یارانہ رہا ہو، ہم پیالہ ہم نوالہ رہے ہوں۔ میں نے تو اِنھیں جب بھی دیکھا دونوں کو اکٹھے دیکھا، یا اکٹھے ہوتے دیکھا، یا اکٹھے ہونے کا پروگرام بناتے دیکھا۔ اُن کی کیفیت کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا، شاید صفوان صاحب بھی نہیں۔ مگر مجھے تو یہ لگتا ہے کہ صفوان (صاحب) اور ملتان کے بیچ اگر کچھ مشترک تھا، صفوان صاحب اگر ملتان کو کھنچے چلے آتے تھے، اگر کوئی ایسی قوت تھی جو اُنھیں ملتان کے محور کے گرد گردش میں رکھتی تھی تو وہ تھی بس ذوالکفل صاحب کی ذات...... صفوان صاحب اب جہاں بھی جائیں، کہیں بھی رہیں، مگر اب وہ ملتان کے محور سے نکل گئے ہیں...... واللہ اعلم۔

کہاں سے شروع کروں۔ اپنی بے ربط سوچوں اور خیالوں سے، جسے ذوالکفل صاحب خود بڑی محبت سے اچھی کوشش کہا کرتے تھے اور اعلان فرما دیتے کہ بھئی کرنٹ تو ہے، لکھتے رہیے۔ اور میں بس یہ کہہ کر اُٹھ جایا کرتا کہ چھوڑیں سر، جانے دیں، کوئی اور بات کرتے ہیں۔ ہری پور سے واپسی ہوئی تو صفوان صاحب سے ایسا تعلق بن چکا تھا کہ آج تک جڑا ہوا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گا۔ کبھی ملاقات، کبھی فون پہ بات اور کبھی ای میل پر حالات۔ بے ربط اور بے جوڑ خیالات اور

ترتیب جسے خود مجھے بھی شاعری کہتے ہوئے شرم آتی تھی، پہلی بار صفوان صاحب کے کہنے پر میں نے اپنا وہ کلام ذوالکفل صاحب کو دکھایا۔ اور یہ ذوالکفل صاحب ہی تھے جنھوں نے بڑی شفقت سے رہنمائی بھی کی اور حوصلہ افزائی بھی۔ اور میں تھا کہ ڈرتا رہا اور یہی سوچتا رہا کہ میں اپنے کاغذات کا دفتر اُٹھائے جس شخص کے سامنے بیٹھا ہوں، وہ کوئی بھی ہو مگر ذوالکفل بخاری نہیں ہوسکتے کہ اُن کے پائے کی علمی اور ادبی شخصیت اور اِتنی حلیم اور متواضع، اِس قدر شفقت اور اپنائیت اور وہ بھی پہلی ملاقات میں......!! مگر مجھے اندازہ نہ تھا کہ اللہ والے تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔

میں اُن کے پاس سے اُٹھا تو اِس بات کا اندازہ تو بہرحال نہ تھا کہ آئندہ اگر کچھ لکھوں گا تو وہ کیسا ہوگا۔ مگر اِس بات کا اندازہ ہو چلا تھا کہ ذوالکفل صاحب سے ملاقات اور تعلق کے بغیر شاید نہیں رہا جائے گا۔ مگر میں اِسے اپنی کوتاہی گردانتا ہوں، سراسر اپنی کوتاہی...... کہ میں اِس ہستی کے اِتنے قریب رہ کر بھی بے فیض رہا۔ اُن کی شخصیت، اُن کی محبت اور خلوص کا بار ہی شاید اتنا تھا کہ مجھ ایسا کم ظرف اُٹھانے سے ڈرتا رہا۔ یوں بھی تھا کہ لاشعوری طور پر یا شعوری طور پر ہم دنیادار لوگ اللہ سے اور اللہ والوں سے ایسے ہی ملا کرتے ہیں کہ جب کام پڑا تو تمام بھولے ہوئے تعلق اور ناتے ہمیں یاد بھی آجاتے ہیں اور اُتنی ہی شدت سے ہم پر سوار بھی ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم اپنی اِس گندی عادت سے مجبور ہیں تو اللہ اور اللہ والے بھی اپنی اِس عادت سے باز نہیں آتے کہ ہم مدتوں بعد بھی اُن کے در پہ چلے جائیں تو اُن کی محبت اور اپنائیت ویسی کی ویسی رہتی ہے، اُس میں ذرا بھی فرق نہیں آتا۔

میرے پاس کہنے کو اور کچھ بھی نہیں، سوائے گنتی کی اِن چند ملاقاتوں کے۔ اُن کے پاس جا بیٹھنا اور اُن سے مل لینا۔ کبھی اپنی شاعری کی اصلاح کے لیے تو کبھی اپنی اصلاح کے لیے۔ آخری بار عیدالفطر پہ ملاقات ہوئی تھی۔ میرا چھوٹا بھائی سعودیہ جا رہا تھا۔ میں اُسے ملوانے لے گیا۔ صفوان صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ وہ ذوالکفل صاحب سے میری آخری ملاقات ثابت ہوئی۔ اُنھوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور ساتھ کے ساتھ بھائی کو مفید معلومات اور مشورے بھی دیے۔ اپنا فون نمبر بھی اُسے لکھوا دیا کہ کبھی کوئی مسئلہ ہو تو رابطے میں آسانی رہے۔ شاید عمران سے اُن کی کوئی ملاقات سعودیہ میں ہوئی ہو مگر اِتنا ضرور تھا کہ جب بھی عمران سے بات ہوتی، ذوالکفل صاحب کا ذکر ضرور ہوتا تھا کہ اُن سے رابطہ رہتا ہے اور وہ ہمیشہ رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔

ذوالکفل صاحب اب ہم میں نہیں۔ سچی بات ہے تو یہ ہے کہ نہ وہ کبھی ہم میں تھے اور نہ ہی کبھی ہم میں سے تھے...... دنیا والوں میں کوئی اللہ والا کب تک رہ سکتا ہے؟ جتنا بھی ہوسکا، جیسے بھی ہوسکا...... اُنھوں نے صبر سے اِس دنیا میں گزارہ کیا...... مگر کب تک۔ اللہ والوں کا گزارہ اللہ کے بغیر ممکن نہیں ہوتا اور اللہ میاں جی بھی تو اپنے پیارے بندوں کو خوش دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔ ایسا نہ ہوتا تو ذوالکفل صاحب کو ہمیں چھوڑ جانے کی اِتنی بھی کیا جلدی تھی۔ میرے سیل فون میں اُن کا نمبر آج بھی محفوظ ہے۔ ای میل پر بھی اُن کا آئی ڈی آج بھی اُسی طرح موجود ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اب اِس نمبر سے کبھی کال نہیں آئے گی، اُن کے ای میل سے اب کوئی میل نہیں آنی، نہ وہ کبھی آن لائن ہوں گے۔ مگر اُن کا نمبر اور ای میل میرے پاس ہمیشہ محفوظ رہیں گے، جیسے اُن کی یادیں رہتے دم تک میرے ساتھ رہیں گی۔ بحیثیت ایک دنیادار شخص کے مجھے اِتنا تو علم ہے کہ اب اِس دنیا میں اُن سے شاید ملاقات نہ ہوسکے، پر اگر آپ میں سے کوئی کبھی اُن سے مل پائے، خواب میں، اِس دنیا میں یا اُس دنیا میں، تو اُن سے کہہ دیجیے گا کہ ہم دنیادار اِس اللہ والے کو، ذوالکفل بخاری صاحب کو، آج بھی بہت یاد کرتے ہیں......

ع　وہ مجھ سے دور سہی، پر مری نگاہ میں ہے